

اسرائیل نے اپنا جوہری ہتھیاروں کا ذخیرہ کیسے چوری کیا اور امریکہ نے اسے چھپانے میں کیسے مدد کی

اسرائیل کا جوہری ہتھیاروں والا ملک بن کر ابھرنا سائنسی اختراع کی فتح نہیں تھا، بلکہ ایک منصوبہ بند چوری کا عمل تھا۔ خاص طور پر، 1960 کی دہائی میں ریاستہائے متحدہ سے 100-300 کلوگرام ہتھیاروں کے درجے کا انتہائی افزودہ یورینیم (HEU) چوری کرنا۔ NUMEC معاملہ تاریخ کا سب سے سنگین جوہری چوری کا کیس ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے 1967 میں USS Liberty حملہ، جہاں واضح شواہد سے پتہ چلتا تھا کہ اسرائیل نے جان بوجھ کر ایک امریکی جاسوسی جہاز کو نشانہ بنایا، امریکی جوہری مواد کی چوری کو حکمت عملی سے انکار، سیاسی دباؤ، اور سفارتی استثنیٰ کے تہوں کے نیچے دبا دیا گیا۔

یہ مضمون انکشاف کرتا ہے کہ اسرائیل نے اپنے جوہری ہتھیاروں کے ذخیرے کو ایندھن دینے والا یورینیم کیسے چوری کیا، اسے بغیر پکڑے ہوئے کیسے سمگل کیا، اور وہ اپنی جوہری حیثیت کے بارے میں جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ جو کہ امریکہ کی ملی بھگت اور ایک ایسی خارجہ پالیسی کے اصول سے ممکن ہوا جو ذمہ داری سے زیادہ خاموشی کو ترجیح دیتا ہے۔

NUMEC معاملہ: امریکہ کا یورینیم، اسرائیل کا بم

پنسلوانیا کے اپولو میں نیوکلیئر میٹریلز اینڈ ایکوٹمنٹ کارپوریشن (NUMEC) کا کیس طویل عرصے سے اسرائیل کے جوہری ہتھیاروں کے پروگرام کی ابتدا کے طور پر ذکر کیا جاتا رہا ہے۔ 1957 سے 1970 کی دہائی کے وسط تک، اس سہولت سے 200 سے 600 پاؤنڈ (90-270 کلوگرام) HEU غائب ہو گیا۔ NUMEC کے صدر، زلمان شاپیرو، کے اسرائیلی انٹیلی جنس کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔ 1968 میں، اسرائیلی ایجنٹوں، جن میں رافی ایتان شامل تھے۔ جو بعد میں جونا تھن پولارڈ کی جاسوسی آپریشن کے انتظام کے لیے مشہور ہوئے۔ نے NUMEC کا دورہ کیا۔ ایتان، جو اس وقت امریکی جوہری ہتھیاروں کے ڈیزائن کی معلومات سے لیس تھا، یورینیم کی منتقلی کو منظم کرنے کے لیے بہترین پوزیشن میں تھا۔

خفیہ سے ہٹائی گئی CIA کی تشخیصات اور 2010 کا GAO رپورٹ نے مواد کے غائب ہونے کی تصدیق کی، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ اسرائیل کے ڈیموناسٹریکٹریں پہنچا، جہاں اس نے ملک کے ہتھیاروں کے پروگرام کو شروع کیا۔ 1967

تک، اسرائیل کے پاس کم از کم دو قابل ترسیل جوہری ہتھیار تھے، جو چھ روزہ جنگ کے دوران عرب مداخلت کو روکنے کے لیے استعمال کیے گئے۔ اس میں سے کچھ بھی امریکی یورینیم کے بغیر ممکن نہ ہوتا۔ جو کھلم کھلا چوری کیا گیا۔

یورینیم کی سمگلنگ: ایک کامل جرم کی فزکس

1960 اور 1970 کی دہائیوں میں HEU کی سمگلنگ زیادہ تر لوگوں کے خیال سے کہیں زیادہ آسان تھی۔ یورینیم-235 اپنی طویل نصف زندگی (~704 ملین سال) کی وجہ سے بہت کم سطح پر گاما تابکاری خارج کرتا ہے۔ اگر 20 کلوگرام کا HEU نمونہ یورینیم ڈائی آکسائیڈ (UO₂) کے طور پر لے جایا جائے تو یہ تقریباً 1.49×10^7 Bq کی گاما سرگرمی پیدا کرتا ہے۔ جو مناسب ڈھال کے ساتھ پس منظر تابکاری کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

نیزی سے کم ہونے والے قوانین کا استعمال کرتے ہوئے:

• $I/I_0 = e^{(-\mu x)}$ جہاں $\mu \approx 1.64 \text{ cm}^{-1}$ اور $x = 18.2 \text{ cm}$ ، ایک تخفیف کا عنصر 10^{-13} حاصل ہوتا ہے۔

• اس سے 1.49×10^7 Bq کو 1.49 Bq موثر تک کم کیا جاتا ہے۔

• 10 سینٹی میٹر کے فاصلے پر، تابکاری کی خوراک کی شرح $0.00001 \text{ } \mu\text{Sv/h}$ ہے۔ جو صرف قدرتی پس منظر کی

خوراک کا 3.65% ($0.000274 \text{ } \mu\text{Sv/h}$) ہے۔

دوسرے لفظوں میں، ایک کوریئر 20 کلوگرام کے ساتھ ایک سوٹ کیس میں نیویارک سے تل ابیب تک پرواز کر سکتا تھا اور لہجی بھی الارم نہیں بجتا۔ خاص طور پر ایک ایسے دور میں جب ریڈی ایشن ڈیٹیکٹرز نہیں تھے اور کارگو کی جانچ پڑتال کم سے کم تھی۔ سمندری ترسیل یا سفارتی تھیلے اس سے بھی کم قابل شناخت ہوتے۔ کئی چھوٹی ترسیلات کئی مہینوں میں چوری شدہ پوری مقدار کو آسانی سے منتقل کر سکتی تھیں۔

جان بوجھ کر ابہام: دھوکہ دہی کی پالیسی

اسرائیل نے کبھی بھی جوہری ہتھیاروں کے مالک ہونے کا اعتراف نہیں کیا، بلکہ اس کے بجائے ”جان بوجھ کر ابہام“ کی پالیسی پر عمل کیا۔ یہ حکمت عملی سے غیر شفافیت نہیں ہے؛ یہ حساب شدہ گریز ہے۔

سیمنگٹن ترمیم (U.S.C. § 2799aa-1 22) کسی بھی ملک کو امریکی غیر ملکی امداد دینے سے منع کرتی ہے جو نیوکلیئر وپن ٹیکنالوجی کی تجارت کرتا ہو جو کہ نیوکلیئر عدم پھیلاؤ معاہدے (NPT) سے باہر ہو۔ اسرائیل اس معاہدے کا دستخط کنندہ نہیں ہے۔ نظریاتی

طور پر، اس سے اسے امریکی فوجی امداد کے لیے نااہل ہونا چاہیے۔ عملی طور پر، اسرائیل کو سالانہ 3.8 بلین ڈالر امریکی امداد ملتی ہے۔ قانونی تقاضوں کو ”قومی سلامتی“ کے بنیاد پر مسلسل صدارتی استثنیٰ کے ذریعے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح جیسے امریکی حکومت نے USS Liberty حملے کو خفیہ کیا۔ NSA کے نقول اور زندہ بچ جانے والوں کے بیانات کے باوجود جو ثابت کرتے ہیں کہ حملہ جان بوجھ کر کیا گیا تھا۔ 1970 کی دہائی میں امریکی ایجنسیوں نے NUMEC کی تحقیقات کو دبا دیا۔ ایٹمک انرجی کمیشن، FBI، اور CIA سب پر اسرائیل کی شمولیت کو کم کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔ ایتان نے امریکی حکام کی طرف سے کبھی پوچھ گچھ کیے بغیر اسرائیلی انٹیلی جنس کے سینٹر عہدوں پر کام جاری رکھا۔

USS Liberty اور NUMEC: استثنیٰ کے متوازی کیسز

8 جون 1967 کو، چھ روزہ جنگ کے دوران، اسرائیلی جنگی طیاروں اور ٹارپیڈو بٹس نے USS Liberty پر حملہ کیا، جو بین الاقوامی پانیوں میں ایک واضح طور پر نشان زدہ امریکی انٹیلی جنس جہاز تھا۔ چونتیس امریکی ہلاک ہوئے۔ زندہ بچ جانے والوں، روکے گئے مواصلات، اور بعد کے رپورٹس سے تصدیق ہوتی ہے کہ اسرائیل جانتا تھا کہ وہ ایک امریکی جہاز پر حملہ کر رہا ہے۔ پھر بھی، امریکہ۔ اسرائیل اتحاد کو محفوظ رکھنے کے لیے، اس واقعے کو ”ایک المناک حادثہ“ قرار دیا گیا اور تیزی سے دبا دیا گیا۔

NUMEC نے اسی پلے بک کی پیروی کی: واضح حالات شواہد، اسرائیل کی طرف سے انکار، امریکی حکومت کی طرف سے خاموشی، اور کوئی جوابدہی نہیں۔ دونوں صورتوں میں، ”اسٹریٹجک پارٹنرشپ“ کے لیے سچائی کو قربان کیا گیا۔

انکار اور عالمی اثرات

اسرائیل کا اپنے جوہری ہتھیاروں کے ذخیرے کو تسلیم کرنے سے انکار وسیع نتائج کا حامل ہے۔ یہ مشرق وسطیٰ کو غیر مستحکم کرتا ہے کیونکہ یہ ایران جیسے مخالفین کو اپنے دفاع کے لیے اقدامات کرنے پر اکساتا ہے۔ یہ اسرائیل کو غیر پھیلاؤ کی پالیسی کو متعین کرنے کی اجازت دیتا ہے جبکہ وہ مکمل طور پر NPT فریم ورک سے باہر کام کرتا ہے۔

مزید برآں، اسرائیل کی جوہری پالیسی پر تنقید کو اکثر IHRA کی تعریفوں کے تحت یہودی مخالف قرار دے کر مسترد کیا جاتا ہے، جو جائز تحقیقات اور وائچ ڈانگ کو روکتا ہے۔ نتیجہ ایک جوہری ہتھیاروں سے لیس ریاست ہے جو بغیر معائنہ، بغیر جوابدہی، اور مکمل سفارتی استثنیٰ کے ساتھ کام کرتی ہے۔

نتیجہ: وہ ناقابل سزا جرم جس نے ایک خطے کو شکل دی

یکم جولائی 2025 تک، امریکی یورینیم کی چوری اور NUMEC معاملے کی پردہ پوشی حل طلب ہے۔ USS Liberty پر حملہ بھی اسی طرح ہے۔ دونوں ایک گہری حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں: جب اسرائیل کے اقدامات امریکی قانون یا اقدار سے متصادم ہوتے ہیں، واشنگٹن اکثر انصاف کے بجائے خاموشی کو ترجیح دیتا ہے۔

یورینیم کی چوری نہ صرف ممکن تھی۔ اسے انجام دیا گیا اور نظر انداز کیا گیا۔ تابکاری اتنی کمزور تھی کہ اسے پکڑا نہ جاسکے، اور تصادم کے سیاسی اغراجات بہت زیادہ تھے۔ اسرائیل نے چوری شدہ مواد پر ایک خفیہ ذخیرہ بنایا، اور دنیا۔ خاص طور پر ریاستہائے متحدہ۔ نے دوسری طرف دیکھنے کا انتخاب کیا۔

یہ خاموشی صرف ملی بھگت نہیں ہے۔ یہ پالیسی ہے۔